ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۹

﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ
اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ
فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ
يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ ﴾

ذ و ق

ذَاقَ (ن) ذَوْقًا: کسی چیز کا مزہ چکھنا۔ ﴿فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ﴾ (التغابن:۵) ''تو ان لوگوں نے چکھا اپنے کام کا وبال۔''

ذُقْ (فعل امر): تو چکھ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ذَائِقٌ (اسم الفاعل): چکھنے والا۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (العنکبوت:۵۷) ''ہر ایک جان موت کو چکھنے والی ہے۔''

اَذَاقَ (افعال) اِذَاقَةً: کسی کو مزہ چکھانا۔ ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ﴾ (الروم:۳۶) ''اور جب کبھی ہم مزہ چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے۔''

ترکیب: ''وُجُوْهٌ'' غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے افعال واحد مؤنث کے صیغوں میں

آئے ہیں۔ ''اَکَفَرْتُمْ'' سے پہلے ''فَیُقَالُ لَھُمْ'' محذوف ہے۔ ''فِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ'' کا مبتدأ ''ھُمْ'' محذوف ہے اور اس کی خبر بھی محذوف ہے۔ ''مَا'' کا اسم ''اَللّٰهُ'' ہے اور اس کی خبر جملہ فعلیہ ''یُرِیْدُ ظُلْمًا'' ہے اور یہ پورا جملہ محلاً منصوب ہے' جبکہ ''ظُلْمًا'' مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''لِلّٰهِ'' پر لامِ تملیک ہے۔

ترجمہ:

يَوْمَ : جس دن	تَبْيَضُّ : سفید ہوں گے
وُجُوْهٌ : کچھ چہرے	وَتَسْوَدُّ : اور سیاہ ہوں گے
وُجُوْهٌ : کچھ چہرے	فَاَمَّا الَّذِيْنَ : پس وہ لوگ جو ہیں
اسْوَدَّتْ : سیاہ ہوئے	وُجُوْهُهُمْ : جن کے چہرے
اَكَفَرْتُمْ : (کہا جائے گا ان سے) کیا تم نے کفر کیا	بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ : اپنے ایمان کے بعد
فَذُوْقُوا : (اچھا تو) پھر تم لوگ مزہ چکھو	الْعَذَابَ : عذاب کا
بِمَا : بسبب اس کے جو	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ : تم لوگ کفر کیا کرتے تھے
وَاَمَّا الَّذِيْنَ : اور وہ لوگ جو ہیں	ابْيَضَّتْ : سفید ہوئے
وُجُوْهُهُمْ : جن کے چہرے	فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ : تو (وہ لوگ) اللہ کی رحمت میں ہوں گے
هُمْ : وہ لوگ	فِيْهَا : اس میں
خٰلِدُوْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہیں	تِلْكَ : یہ
اٰيٰتُ اللّٰهِ : اللہ کی آیتیں ہیں	نَتْلُوْهَا : ہم پڑھ کر سناتے ہیں انہیں
عَلَيْكَ : آپؐ کو	بِالْحَقِّ : حق سے
وَمَا اللّٰهُ : اور نہیں اللہ	يُرِيْدُ : ارادہ کرتا
ظُلْمًا : کسی ظلم کا	لِّلْعٰلَمِيْنَ : تمام جہانوں کے لیے
وَلِلّٰهِ : اور اللہ کا ہی ہے	مَا : وہ (سب) جو
فِي السَّمٰوٰتِ : آسمانوں میں ہے	وَمَا : اور وہ (سب) جو
فِي الْاَرْضِ : زمین میں ہے	وَاِلَى اللّٰهِ : اور اللہ کی طرف ہی
تُرْجَعُ : لوٹائے جائیں گے	الْاُمُوْرُ : تمام کام

نوٹ: چہرے کا سفید یا سیاہ ہونا عربی محاورے ہیں۔ جیسے سرخ رُو ہونا اردو محاورہ ہے۔ اس میں

چہرے کا سرخ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کامیابی کے تأثرات کا چہرے پر نمایاں ہونا۔ اسی طرح عربی میں چہرے کے سفید یا سیاہ ہونے کا مطلب ہے کامیابی کے تأثرات اور ناکامی کے تأسف کا چہرے پر نمایاں ہونا۔

آیات ۱۱۰'۱۱۱

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾﴾

د ب ر

دَبَرَ (ن) دَبْرًا: کسی چیز کا اپنے اختتام کو پہنچنا' پیچھے تک' آخر تک یا انجام تک پہنچنا۔

دَابِرٌ (اسم الفاعل): آخر تک پہنچنے والا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں یہ لفظ کسی چیز کی جڑ کے لیے آیا ہے: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ﴾ (الانعام:٤٥) ''تو کاٹی گئی اس قوم کی جڑ جنہوں نے ظلم کیا۔''

دُبُرٌ ج اَدْبَارٌ: کسی چیز کا پچھلا یا آخری حصہ' پیٹھ' آخر۔ ﴿وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ﴾ (یوسف:٢٥) ''اور اس عورت نے پھاڑا اس کی قمیص کو پیچھے سے۔'' ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿٤٠﴾﴾ (قٓ) ''اور رات کے اوقات میں تسبیح کر اُس کی اور سجدوں کے آخر میں۔''

اَدْبَرَ (افعال) اِدْبَارًا: کسی طرف پیٹھ کرنا' اعراض کرنا۔ ﴿تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾﴾ (المعارج) ''بلائے گی اس کو جس نے اعراض کیا اور منہ پھیرا۔''

مُدْبِرٌ (اسم الفاعل): پیٹھ پھیرنے والا' اعراض کرنے والا۔ ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾﴾ (التوبۃ) ''پھر تم لوگ بھاگے پیٹھ دینے والا ہوتے ہوئے۔''

دَبَّرَ (تفعیل) تَدْبِيْرًا: کسی کو اس کے آخر یا انجام تک پہنچانا' کسی کام کی تدبیر کرنا۔ ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ﴾ (السجدۃ:٥) ''وہ انجام تک پہنچاتا ہے تمام کام کو آسمان سے زمین کی طرف۔''

مُدَبِّرٌ (اسم الفاعل): تدبیر کرنے والا۔ ﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾﴾ (النّٰزعٰت) ''پھر کسی کام کی تدبیر کرنے والیاں۔''

تَدَبَّرَ (تفعّل) تَدَبُّرًا : کسی کے آخر یا انجام تک پہنچنے کی کوشش کرنا' غور وفکر کرنا۔ ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴾ (النساء:۸۲) ''تو کیا یہ لوگ غور وفکر نہیں کرتے قرآن میں؟''

ترکیب: ''کُنْتُمْ'' کا اسم اس میں ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''خَیْرَ اُمَّةٍ'' اس کی خبر ہے' اس لیے ''خَیْرَ'' منصوب ہے۔ ''اُمَّةٍ'' نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''اُخْرِجَتْ'' سے ''تُؤْمِنُوْنَ'' تک اس کی خصوصیات ہیں۔ ''اَلْمُؤْمِنُوْنَ'' مبتدأ مؤخر ہے' اس کی خبر ''مَوْجُوْدُوْنَ'' محذوف ہے اور ''مِنْھُمْ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''اَکْثَرُھُمْ'' مبتدأ ہے اور ''اَلْفٰسِقُوْنَ'' خبر معرفہ ہے' اس کی ضمیر فاصل ''ھُمْ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

کُنْتُمْ : تم لوگ	خَیْرَ اُمَّةٍ : ایک ایسی بہترین اُمت ہو جو
اُخْرِجَتْ : نکالی گئی	لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
تَاْمُرُوْنَ : تم لوگ تلقین کرتے ہو	بِالْمَعْرُوْفِ : نیکی کی
وَتَنْھَوْنَ : اور منع کرتے ہو	عَنِ الْمُنْکَرِ : برائی سے
وَتُؤْمِنُوْنَ : اور تم لوگ ایمان لاتے ہو	بِاللّٰہِ : اللہ پر
وَلَوْ : اور اگر	اٰمَنَ : ایمان لاتے
اَھْلُ الْکِتٰبِ : اہل کتاب	لَکَانَ خَیْرًا : تو یقیناً بہتر ہوتا
لَّھُمْ ؕ : ان کے لیے	مِنْھُمُ : ان میں سے
الْمُؤْمِنُوْنَ : ایمان لانے والے (بھی) ہیں	وَ : اور (یعنی جبکہ)
اَکْثَرُھُمُ : ان کی اکثریت	الْفٰسِقُوْنَ : نافرمانی کرنے والی (ہی) ہے
لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ : ہرگز نقصان نہیں پہنچائیں گے تم لوگوں کو	اِلَّآ : مگر
اَذًی : کچھ اذیت	وَاِنْ : اور اگر
یُّقَاتِلُوْکُمْ : وہ لوگ جنگ کریں گے تم سے	یُوَلُّوْکُمُ : تو وہ پھیریں گے تمہاری طرف
الْاَدْبَارَ : پیٹھوں کو	ثُمَّ : پھر
لَا یُنْصَرُوْنَ : ان کی مدد نہیں کی جائے گی	

آیات ۱۱۲' ۱۱۳

﴿ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الْمَسْکَنَةُ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ء ن ی

اَنَی (ض) اِنًی :(۱) کسی چیز کا وقت قریب آنا۔(۲) کسی چیز کا انتہا کو پہنچ جانا۔﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحدید:۱۶) ''کیا وقت نہیں آیا ان کے لیے جو ایمان لائے؟''

اٰنٍ (مؤنث اٰنِيَةٍ):فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔(۱) قریب ہونے والا یعنی قریبی۔(۲) انتہا کو پہنچنے والا یعنی انتہائی۔﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾﴾ (الرحمٰن) ''وہ لوگ طواف کریں گے اس کے اور انتہائی گرم پانی کے مابین۔''

اَنًی ج اٰنَاءٌ: وقت کا کچھ حصہ۔آیت زیرِ مطالعہ

ترکیب :''لَيْسُوْا'' کا اسم اس میں ''هُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''سَوَاءً'' اس کی خبر ہے۔''يَتْلُوْنَ'' کا مفعول ہونے کی وجہ سے ''اٰيٰتِ اللّٰهِ'' منصوب ہے، جبکہ ''اٰنَاءَ الَّيْلِ'' ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔''اَللَّيْل'' کو ایک لام سے لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ:

ضُرِبَتْ:تھوپی گئی	عَلَيْهِمُ :ان پر
الذِّلَّةُ :ذلت	اَيْنَ مَا :جہاں کہیں
ثُقِفُوْآ :وہ لوگ پائے جائیں	اِلَّا :سوائے اس کے کہ
بِحَبْلٍ :کسی معاہدے سے	مِّنَ اللّٰهِ :اللہ (کی طرف) سے
وَحَبْلٍ :اور کسی معاہدے سے	مِّنَ النَّاسِ :لوگوں (کی طرف) سے
وَبَآءُوْ :اور وہ لوٹے	بِغَضَبٍ :ایک غضب کے ساتھ
مِّنَ اللّٰهِ :اللہ کی طرف سے	وَضُرِبَتْ :اور تھوپی گئی
عَلَيْهِمُ :ان پر	الْمَسْكَنَةُ ؕ :محتاجی
ذٰلِكَ :یہ	بِاَنَّهُمْ :اس وجہ سے کہ وہ لوگ
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ:انکار کیا کرتے تھے	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ :اللہ کی نشانیوں کا
وَيَقْتُلُوْنَ :اور قتل کرتے تھے	الْاَنْبِيَآءَ :نبیوں کو
بِغَيْرِ حَقٍّ :کسی حق کے بغیر	ذٰلِكَ :یہ
بِمَا :اس وجہ سے جو	عَصَوْا :انہوں نے نافرمانی کی

وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ :اور حد سے تجاوز کرتے تھے	لَيْسُوْا : وہ لوگ نہیں ہیں
سَوَآءً : برابر	مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ :اہل کتاب میں سے
اُمَّةٌ :ایک گروہ ہے جو	قَآئِمَةٌ : قائم ہے (دین پر)
يَّتْلُوْنَ :وہ لوگ پڑھتے ہیں	اٰيٰتِ اللّٰهِ :اللہ کی آیتوں کو
اٰنَآءَ الَّيْلِ :رات کے وقتوں میں	وَهُمْ :اور وہ لوگ
يَسْجُدُوْنَ :سجدہ کرتے ہیں	

نوٹ: یہ مضمون البقرۃ:۶۱ میں بھی گزر چکا ہے' لیکن وہاں ذلت اور مسکنت تھوپنے میں ہمیشگی کا مفہوم نہیں تھا۔ آیت زیر مطالعہ میں ﴿اَيْنَ مَا ثُقِفُوْا﴾ کے الفاظ سے ہمیشگی کا مفہوم پیدا ہوا ہے' اس لیے استثناء کا بھی یہیں ذکر کیا گیا ہے۔

معاہدہ بھی عربی لفظ ہے اور اس کے فعل کے مختلف صیغے قرآن مجید میں استعمال بھی ہوئے ہیں۔ لیکن آیت زیر مطالعہ میں لفظ معاہدہ کے بجائے استعارے کے طور پر ''حبل'' کا لفظ لانے سے اس کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوگئی ہے۔ اب ان میں ایسی دعائیں بھی شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ جیسے ابلیس نے اُس وقت دعا مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرما رہا تھا کہ تو مجھے قیامت تک کے لیے مہلت دے دے (الاعراف:۱۴) اور اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی۔ یہ بھی ''بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ'' کی ایک صورت ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی ایسی سنتیں بھی شامل ہیں جو تبدیل نہیں ہوتیں (الاحزاب:۶۲)۔ جیسے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہتا ہے اسے اللہ دنیا میں جتنا مناسب سمجھتا ہے دے دیتا ہے (آل عمران:۱۴۵)۔ یہ بھی ''بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ'' کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ اسی طرح سے ''بِحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ'' کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔ جیسے کسی اسلامی حکومت میں جزیہ دے کر امن اور سکون سے رہنا۔ کسی غیر مسلم قوم یا حکومت کا تعاون اور مدد حاصل کر لینا۔ آج کے دور میں اسرائیل کی حکومت اس کی بہت واضح مثال ہے جو امریکہ کی پشت پناہی پر قائم ہے۔

آیت زیر مطالعہ کا مضمون اور اس کا سیاق و سباق بہت واضح طور پر بتا رہا ہے کہ یہاں مسکنت کا مطلب مال و دولت کی محتاجی نہیں ہے' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ذلت و خواری سے بچنے کے لیے دوسروں کے محتاج رہیں گے۔

اس پس منظر میں ذلت و خواری اور دوسروں کی محتاجی میں ہمیشگی کا مفہوم سمجھ لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل (یہودیوں) کا اصل مقدر تو ذلت و خواری ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی وقتی طور پر اور جزوی طور پر سانس لینے کا کچھ وقفہ مل جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ وقفہ بھی یہ لوگ اپنے بل بوتے پر کبھی حاصل نہ کر سکے' بلکہ اس کے لیے یہ لوگ ہمیشہ دوسروں کے محتاج رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ان کے عذاب استیصال

تک جاری رہے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کوئی قوم اپنے رسول کا انکار کر دیتی ہے تو پھر اس پر عذابِ استیصال نازل ہوتا ہے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ بنو اسرائیل اپنے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر کے اس عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ ان کا یہ عذاب عیسیٰ علیہ السلام ہی کے ذریعے آئے گا اور وہی اللہ کے حکم سے ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیں گے۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۶

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۱۴ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۱۱۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱۶﴾

ترکیب: ''يُؤْمِنُوْنَ'' کا فاعل اس میں ''هُمْ'' کی ضمیر ہے جو گزشتہ آیت میں ''اُمَّةٌ'' کے لیے ہے' کیونکہ یہ اسم جمع ہے۔ ''مَا'' شرطیہ ہے اس لیے ''يَفْعَلُوْا'' مجزوم ہوا ہے۔ ''يُكْفَرُوْا'' ثلاثی مجرد کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں ''هُمْ'' کی ضمیر ہے۔ ''ہٗ'' کی ضمیر مفعول ثانی ہے جو ''خَيْرٍ'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

يُؤْمِنُوْنَ : وہ لوگ ایمان لاتے ہیں
بِاللّٰهِ : اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ : اور آخری دن پر
وَيَاْمُرُوْنَ : اور تلقین کرتے ہیں
بِالْمَعْرُوْفِ : نیکی کی
وَيَنْهَوْنَ : اور منع کرتے ہیں
عَنِ الْمُنْكَرِ : برائی سے
وَيُسَارِعُوْنَ : اور وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں
فِي الْخَيْرٰتِ : بھلائیوں میں
وَاُولٰۗىِٕكَ : اور وہ لوگ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ : نیکوں میں سے ہیں
وَمَا : اور جو (بھی)
يَفْعَلُوْا : وہ لوگ کریں گے
مِنْ خَيْرٍ : کسی قسم کی کوئی بھلائی
فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ : تو ان سے ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی اس کی
وَاللّٰهُ : اور اللہ

عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ : بے شک جنہوں نے
لَنْ تُغْنِيَ : ہرگز کام نہ آئیں گے
اَمْوَالُهُمْ : ان کے مال
مِّنَ اللّٰهِ : اللہ سے (بچنے میں)
وَاُولٰٓئِكَ : اور وہ لوگ
هُمْ : وہ لوگ
خٰلِدُوْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہیں

بِالْمُتَّقِيْنَ : تقویٰ اختیار کرنے والوں کو
كَفَرُوْا : کفر کیا
عَنْهُمْ : ان کے
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ : اور نہ ان کی اولاد
شَيْـًٔا : ذرا بھی
اَصْحٰبُ النَّارِ : آگ والے ہیں
فِيْهَا : اس میں ہی

آیات ۱۱۷'۱۱۸

﴿مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١١٨﴾﴾

ص ر ر

صَرَّ (ن) صَرًّا : کسی چیز کو تھیلی میں باندھنا۔
صَرَّ (ض) صَرِيْرًا: زور سے بولنا۔
صَرَّةٌ : چیخ' تیز آواز۔ ﴿فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ﴾ (الذٰریٰت:۲۹) ''تو سامنے آئیں ان کی بیوی تیز آواز میں'' یعنی زور سے بولتی ہوئی۔
صِرٌّ : ٹھنڈک' پالا' آیت زیر مطالعہ۔
اَصَرَّ (افعال) اِصْرَارًا : اپنی بات پر جمے رہنا' اڑنا' اصرار کرنا۔ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ (آل عمران:۱۳۵) ''اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس پر جو انہوں نے کیا۔''

خ ب ل

خَبَلَ (ن) خَبْلًا : دماغ خراب کرنا' عقل کو بگاڑنا' مت ماردینا۔
خَبَالٌ : عقلی فساد' ذہنی پراگندگی۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف و ھ

فَاهَ (ن) فَوْهًا : بولنا' بات کرنا۔

فَوٌ (اسم ذات) : منہ' یہ جب مضاف ہوتا ہے تو رفع میں "فُوْ" نصب میں "فَا" اور جر میں "فِیْ" آ تا ہے۔ اس کی جمع "اَفْوَاہٌ" ہے۔ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ﴾ (الرعد:١٤) "اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے والے کی مانند' پانی کی طرف تا کہ وہ پہنچے اس کے منہ کو' حالانکہ وہ پہنچنے والا نہیں ہے اس کو۔"

ب غ ض

بَغَضَ (ن) و بَغِضَ (س) بَغَاضَةً : کسی مکروہ چیز سے دل کا متنفر ہونا۔

بَغْضَاءُ (ج) بُغْضٌ : افعل الوان وعیوب کا وزن ہے۔ نفرت' کراہیت' آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: "مَثَلُ" کا مضاف الیہ "مَا" ہے۔ "اَصَابَتْ" کا فاعل "هِيَ" کی ضمیر ہے جو "رِيْحٍ" کے لیے ہے اور "حَرْثَ قَوْمٍ" اس کا مفعول ہے۔ "اَهْلَكَتْهُ" کا فاعل "هِيَ" کی ضمیر ہے جو "رِيْحٍ" کے لیے ہے اور اس کی ضمیر مفعولی "هُ" "حَرْثَ" کے لیے ہے۔ "لَا يَاْلُوْنَ" کا فاعل "هُمْ" کی ضمیر ہے جو "مِنْ دُوْنِكُمْ" کے لیے ہے۔ اس کا مفعول "كُمْ" ہے اور "خَبَالًا" تمیز ہے۔ "وَدُّوْا" کا مفعول "مَا" ہے۔ "بَدَتْ" کا فاعل "اَلْبَغْضَاءُ" ہے' اور یہ مؤنث ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔ "تُخْفِيْ" کا فاعل "صُدُوْرُ" ہے' اور یہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔

ترجمہ:

مَثَلُ مَا : اس کی مثال جو

يُنْفِقُوْنَ : وہ لوگ خرچ کرتے ہیں

فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا: اس دُنیوی زندگی میں

كَمَثَلِ رِيْحٍ : ایک ایسی ہوا کی مثال کی مانند ہے

فِيْهَا : جس میں

صِرٌّ : کچھ پالا ہے

اَصَابَتْ : وہ آن لگی

حَرْثَ قَوْمٍ : ایک ایسی قوم کی کھیتی کو

ظَلَمُوْٓا : جنہوں نے ظلم کیا

اَنْفُسَهُمْ : اپنے آپ پر

فَاَهْلَكَتْهُ : پھر اس نے ہلاک کیا اس کو

وَمَا ظَلَمَهُمُ : اور ظلم نہیں کیا ان پر

اللّٰهُ : اللہ نے

وَلٰكِنْ : اور لیکن (یعنی بلکہ)

اَنْفُسَهُمْ : اپنے آپ پر

يَظْلِمُوْنَ: وہ لوگ (خود ہی) ظلم کرتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو! جو

اٰمَنُوْا : ایمان لائے

لَا تَتَّخِذُوْا :تم لوگ مت بناؤ	بِطَانَةً :کوئی دل کا بھیدی
مِّنْ دُوْنِكُمْ :اپنوں کے سوا	لَا يَأْلُوْنَكُمْ :وہ لوگ کوتاہی نہیں کریں گے تم سے
خَبَالًا :بلحاظ ذہنی خلفشار کے	وَدُّوْا :انہوں نے چاہا
مَا :اس کو جو	عَنِتُّمْ :مشکل میں ڈالے تم کو
قَدْ بَدَتِ :ظاہر ہو چکی ہے	الْبَغْضَآءُ :نفرت
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ :ان کے مونہوں سے	وَمَا :اور وہ جو
تُخْفِيْ :چھپاتے ہیں	صُدُوْرُهُمْ :ان کے سینے
اَكْبَرُ :زیادہ بڑا ہے	قَدْ بَيَّنَّا :ہم نے واضح کر دیا ہے
لَكُمُ :تمہارے لیے	الْاٰيٰتِ :آیتوں کو
اِنْ كُنْتُمْ :اگر تم لوگ	تَعْقِلُوْنَ :عقل سے کام لیتے ہو

• نوٹ: حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ یہاں پر ایک (غیر مسلم) شخص بڑا اچھا لکھنے والا اور بہت اچھے حافظے والا ہے‘ آپؓ اسے اپنا منشی مقرر کر لیں۔ آپؓ نے فرمایا: پھر تو میں غیر مؤمن کو بطانہ بنالوں گا جو اللہ نے منع کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعد میں مسلمانوں نے اس اصول کو ترک کر دیا۔ امام قرطبیؒ پانچویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ’’حالات میں ایسا انقلاب آیا کہ یہود و نصاریٰ کو راز دار اور امین بنالیا گیا اور اس ذریعہ سے وہ جاہل اغنیاء و امراء پر مسلط ہو گئے‘‘۔ چنانچہ اسلامی مملکتوں اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ مسلمانوں نے اپنے امورِ کار راز دار و معتمد غیر مسلموں کو بنا لیا تھا (یعنی وہ لوگ حساس عہدوں پر فائز تھے)۔ اس کے برعکس روس اور چین میں کسی ایسے شخص کو جو کمیونزم پر ایمان نہ رکھتا ہو‘ کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز نہیں کیا جاتا۔ (معارف القرآن)

آیات ۱۱۹‘ ۱۲۰

﴿ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۱۹ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ
يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
مُحِيْطٌ ۝۱۲۰ ﴾

ع ض ض

عَضَّ (س) عَضًّا : کسی چیز کو دانت سے چبانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن م ل

نَمَلَ (ن) نَمْلاً : چغلی کھانا۔

نَمْلٌ (اسم جنس) واحد نَمْلَةٌ ج نِمَالٌ : چیونٹی ۔ ﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ﴾ (النمل:۱۸) ''کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! تم لوگ داخل ہوا پنے ٹھکانوں میں۔''

اَنْمِلَةٌ ج اَنَامِلُ: انگلی کا سرا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غ ی ظ

غَاظَ (ض) غَيْظًا : سخت غصہ دلانا' خون کھولا دینا۔ ﴿لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح:۲۹) ''تاکہ وہ خون کھولائے ان سے کافروں کا۔''

غَائِظٌ (اسم الفاعل) : غصہ دلانے والا۔ ﴿وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ﴾ (الشعراء) ''اور یقیناً وہ سب ہم لوگوں کا خون کھولانے والے ہیں۔''

غَيْظٌ (اسم ذات) : شدید غصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

تَغَيَّظَ (تفعّل) تَغَيُّظًا : سخت غصہ ہونا' غصے سے کھولنا۔ ﴿سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا﴾ (الفرقان) ''وہ لوگ سنیں گے اس کو غصے سے کھولتے ہوئے اور چنگھارتے ہوئے۔''

ف ر ح

فَرِحَ (س) فَرَحًا: (۱) بہت خوش ہونا۔ (۲) خوشی سے پھٹ پڑنا۔ ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (الروم) ''اور اس دن بہت خوش ہوں گے ایمان لانے والے۔'' ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا﴾ (الروم:۳۶) ''اور جب بھی ہم مزا چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ اِتراتے ہیں اس پر۔''

فَرِحٌ (اسم صفت) : بہت خوش ہونے والا' اِترانے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ (القصص) ''بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اِترانے والوں کو۔''

ك ی د

كَادَ (ض) كَيْدًا : خفیہ تدبیر کرنا' چالبازی کرنا۔ ﴿كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ﴾ (یوسف:۷۶) ''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لیے۔''

كَيْدٌ (اسم ذات) : خفیہ تدبیر' داؤ۔ آیت زیر مطالعہ۔

كِدْ (فعل امر) : تو خفیہ تدبیر کر' تو چالبازی کر۔ ﴿فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ﴾

(ھود) ''پس تم لوگ چالبازی کرو مجھ سے پھر تم مہلت نہ دو مجھے۔''

مَكِيْدٌ (اسم الظرف) :خفیہ تدبیر یا چالبازی کی جگہ یعنی اس کا نشانہ۔ ﴿فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ﴾ (الطور) ''تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چالبازی کا نشانہ ہیں۔''

ترکیب : ''بِالْكِتٰبِ'' پر لام جنس ہے جو تمام آسمانی کتابوں کے لیے ہے۔ ''كُلِّهٖ'' تاکید کے لیے اس کا بدل آیا ہے' اس لیے ''كُلِّ'' مجرور ہے اور لفظی رعایت سے ضمیر واحد آئی ہے۔ ''يَفْرَحُوْا'' جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ''لَا يَضُرُّ'' پر لائے نفی ہے۔ البتہ جواب شرط ہونے کی وجہ سے ''يَضُرُّ'' مجزوم ہے۔ اس کو ادغام کے بغیر ''يَضْرُرْ'' لکھنا بھی درست ہے اور ادغام کر کے ''يَضُرُّ''۔ ''يَضُرَّ'' اور ''يَضُرِّ'' تینوں طرح لکھنا بھی درست ہے۔ ''كَيْدُهُمْ'' اس کا فاعل ہے اور ''شَيْئًا'' مفعول مطلق ہے۔

ترجمہ:

هٰٓاَنْتُمْ :سنو! تم لوگ	اُولَآءِ :یہ ہو (کہ)
تُحِبُّوْنَهُمْ :تم لوگ محبت کرتے ہو ان سے	وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ :اور وہ لوگ محبت نہیں کرتے تم سے
وَ :حالانکہ	تُؤْمِنُوْنَ :تم لوگ ایمان رکھتے ہو
بِالْكِتٰبِ :تمام (آسمانی) کتابوں پر	كُلِّهٖ :ان کے کل پر
وَاِذَا :اور جب بھی	لَقُوْكُمْ :وہ سامنے آتے ہیں تمہارے
قَالُوْٓا :تو کہتے ہیں	اٰمَنَّا :ہم ایمان لائے
وَاِذَا :اور جب بھی	خَلَوْا :وہ تنہا ہوتے ہیں
عَضُّوْا :تو چباتے ہیں	عَلَيْكُمْ :تم پر
الْاَنَامِلَ :انگلیوں کے سروں کو	مِنَ الْغَيْظِ :شدید غصے سے
قُلْ :کہو	مُوْتُوْا :تم لوگ مرو
بِغَيْظِكُمْ :اپنے غیظ کے سبب سے	اِنَّ اللّٰهَ :یقیناً اللہ
عَلِيْمٌ :جاننے والا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ :سینوں والی (بات) کو
اِنْ :اور اگر	تَمْسَسْكُمْ :پہنچتی ہے تم کو
حَسَنَةٌ :کوئی بھلائی	تَسُؤْهُمْ :تو وہ بری لگتی ہے ان کو
وَاِنْ :اور اگر	تُصِبْكُمْ :آن لگتی ہے تم کو
سَيِّئَةٌ :کوئی برائی	يَّفْرَحُوْا :تو وہ لوگ بہت خوش ہوتے ہیں

(باقی صفحہ 38 پر)